شمارہ نمبر ۳۱

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

فروری/۲۰۲۵

دوماہی مجلّہ

الاجماع

- البرهان فی تحقیق أحادیث فضل لیلة النصف من شعبان۔ (پندرھویں شعبان کی فضیلت پر، "۴" صحیح و مقبول احادیث)
- القول الحسن فی روایة هشام بن حسان عن الحسن۔
- القول البر فی تحقق سماع مکحول الشامی من مالک بن یخامر۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

- البرهان فی تحقیق أحادیث فضل لیلة النصف من شعبان۔ (پندرھویں شعبان کی فضیلت پر ''۴'' صحیح و مقبول احادیث)　۱
- القول الخلاص فی اثبات سماع الحسن البصری من عثمان بن ابی العاص۔　۲۸
- القول الحسن فی روایة هشام بن حسان عن الحسن۔　۳۱
- القول البر فی تحقق سماع مکحول الشامی من مالک بن یخامر۔　۳۷

نوٹ:

حضرات! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔ اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کے بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے، حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر اگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں، تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں، تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں اور تم سے زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔　-محدث ابوالمآثر، حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (م ۱۴۱۲ھ)

بادلِ ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر، اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادلِ ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے، ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحیتیں کہیں اور صرف ہوں۔

ادارہ: الاجماع فاؤنڈیشن

البرهان

فی تحقیق أحادیث

فضل لیلة النصف من شعبان۔

(پندرھویں شعبان کی فضیلت پر، ''۴'' صحیح ومقبول احادیث)

-مفتی ابن اسماعیل المدنی
-مولانا عبد الرحمٰن قاسمی
-ڈاکٹر ابو محمد، شہاب علوی

اسلافِ امت کا پندرھویں شعبان کی فضیلت کے سلسلے میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک، پندرھویں شعبان کی رات کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے، جن میں بعض روایات صحت کے درجہ کی ہیں اور بعض ضعیف ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہیں:

حدیث نمبر ''۱'':

امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو الحسين علي بن محمد بن عبد الله بن بشران العدل ببغداد قال: أنبأنا أبو جعفر محمد بن عمرو الرزاز، قال: حدثنا محمد بن أحمد الرياحي، حدثنا جامع بن الصبيح الرميلي، حدثنا مرحوم بن عبد

العزيز، عن داود بن عبد الرحمن، عن هشام بن حسان، عن الحسن، عن عثمان بن أبي العاص، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا كان ليلة النصف من شعبان نادى مناد: هل من مستغفر فأغفر له؟ هل من سائل فأعطيه؟ فلا يسأل أحد شيئا إلا أعطي إلا زانية بفرجها أو مشركا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب شعبان کی پندرھویں رات آتی ہے، تو اللہ کے حکم سے، ایک پکارنے والا پکارتا ہے: کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ پس کوئی بھی سوال کرتا ہے تو اسے عطا کیا جاتا ہے، سوائے کسی زانیہ یا مشرک کے۔ (**فضائل الاوقات للبیہقی: ص ۱۲۴، حدیث نمبر ۲۵، واللفظ لہ، شعب الایمان: ج ۵: ص ۳۶۲، حدیث نمبر ۳۵۵۵**)،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء: ج ۱۸: ص ۱۶۳**)،

(۲) ابوالحسین، علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران الاموی السکری البغدادیؒ (م ۴۱۵ھ) ثقہ، ثبت، مکثر، امام ہیں۔ (**السلسبیل النقی: ص ۴۹۰**)،

(۳) محمد بن عمرو بن البختری، ابوجعفر الرزاز البغدادیؒ (م ۳۳۹ھ) بھی ثقہ، ثبت ہیں۔ (**الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص ۴۳۹**)،

(۴) محمد بن احمد بن ابی العوام، ابوبکر الریاحی البغدادیؒ (م ۲۷۶ھ) صدوق ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۶: ص ۵۳۷**)،

(۵) جامع بن شداد بن صبیح الرملیؒ بھی کم از کم صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۱۴۷**)،

(۶) مرحوم بن عبدالعزیز بن مہران القرشی الاموی البصریؒ (م ۱۸۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۵۵۲**)،

(۷) داود بن عبدالرحمٰن العطار، ابوسلیمان المکیؒ (م ۱۷۵ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۷۹۸**)

(۸) ہشام بن حسان الازدی البصریؒ (م ۱۴۸ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۲۸۹**)،

نوٹ نمبر ۱:

ہشام بن حسان الازدی البصریؒ (م ۱۴۸ھ) کا سماع، الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) سے ثابت ہے۔ (مجلہ الاجماع :ش ۳:ص ۲۷۲، نیز دیکھئے ص:۳۱)،

نوٹ نمبر ۲:

ہشام بن حسان الازدی البصریؒ (م ۱۴۸ھ) کا ''عنعنہ'' مقبول ہے۔ (روایات المدلسین للدکتور عواد الخلف :ص ۵۵۳، نیز دیکھئے ص:)، کیونکہ وہ ملازمین للحسن البصری ہیں۔

(۹) حسن بن ابی حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ، فاضل ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۲۲۷)،

نوٹ:

الحسن بن ابی الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کا بھی ''عنعنہ'' مقبول ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (معجم المدلسین :ص ۱۳۷)،

(۱۰) عثمان بن ابی العاص البصریؓ (م قبل ۶۰ھ) صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۴۸۵)

نوٹ:

حسن بن ابی حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کا سماع، عثمان بن ابی العاص البصریؓ (م قبل ۶۰ھ) سے ثابت ہے۔ (دیکھئے، ص ۲۷)،

حکم:

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ نیز الدکتور شاکر حمدان الکبیسی حفظہ اللہ نے کہا:

''واسناده صحيح''۔ (الاحادیث الواردۃ فی لیلۃ النصف من شعبان، دراسۃ نقدیۃ: ص ۵۳)

اور آگے کہا:

''فما اخرجه الطبرانی فی المعجم الاوسط و المعجم الكبير و اللفظ له و ابو الفتح المقدسی فی امالیه من طريق عبد الرحمن بن سلام حدثنا داود بن عبد الرحمن العطار عن هشام بن حسان عن محمد بن سيرين عن عثمان بن أبي العاص الثقفي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:

((تفتح أبواب السماء نصف الیل فینادي مناد: هل من داع فیستجاب له؟ هل من سائل فیعطی؟ هل من مکروب فیفرج عنه؟ فلا یبقی مسلم یدعو بدعوة إلا استجاب الله عز وجل له إلا زانیة تسعی بفرجها أو عشاراً))

فخالف عبد الرحمن بن سلام الجمحي مرحومَ بن عبد العزیز العطار في السند والمتن:

في السند حیث جعل شیخ هشام: ابنَ سیرین، ولیس الحسن،

وفي المتن لم یذکر لیلة النصف من شعبان۔

فالجواب علی هذا:

أن مرحوم بن عبد العزیز العطار أوثق وأثبت من عبد الرحمن بن سلام الجمحي۔

فمرحوم العطار ثقة من رجال الجماعة وعبد الرحمن بن سلام الجمحي: صدوق من رجال مسلم۔

ثم إن روایة هشام بن حسان عن ابن سیرین أشهر وهي الجادة فمن سلك الجادة مع المخالفة أولی بالوهم ممن لم یسلك الجادة والله أعلم۔

فتبین أن روایة عبد الرحمن بن سلام الجمحي شاذة۔

فظهر بما سبق أن المحفوظ هو روایة مرحوم بن عبد العزیز عن داود بن عبد الرحمن عن هشام بن حسان عن الحسن عن عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنه- به، والله أعلم۔'' ۔(**الاحادیث الواردۃ فی لیلۃ النصف من شعبان، دراسۃ نقدیۃ: ص ۵۸**)،

الدکتور شاکر کے اس کلام کے بعد، عثمان بن ابی العاص البصری ؓ (**م قبل ۶۰ھ**) کی نصف شعبان والی روایت کی صحت ہی راجح ہوگی۔ واللہ اعلم

نیز شیخ ابو عمر، أسامة بن عطایا العتیبی حفظہ اللہ نے بھی کہا:

فظهر بما سبق أن المحفوظ هو روایة مرحوم بن عبد العزیز عن داود بن عبد الرحمن عن هشام بن حسان عن الحسن عن عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنه- به، وأن سندها صحیح -انشاء الله-''۔(**ارواء الظمآن بما ورد فی لیلۃ النصف من شعبان: ص ۹۴**)،

حدیث نمبر ''۲'':

الامام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا:

حدثنا حسن، حدثنا ابن لهيعة، حدثنا حيي بن عبد الله، عن أبي عبد الرحمن الحبلي، عن عبد الله بن عمرو، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "يطلع الله عز وجل إلى خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لعباده إلا لاثنين: مشاحن، وقاتل نفس۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے، سوائے کینہ رکھنے والا اور قاتل نفس کے۔ (**مسند الامام احمد بن حنبل: ج ۱۱: ص ۲۱۶، حدیث نمبر ۶۶۴۲**)،

سند کی تحقیق:

(۱) الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) مشہور ثقہ، حجت، فقیہ، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۹۶**)،

(۲) الحسن بن محمد، ابو علی الاشیب البغدادیؒ (م ۲۱۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۲۸۸**)،

(۳) عبداللہ بن لہیعۃ المصریؒ (م ۱۷۴ھ) صحیح مسلم وسنن ثلاثۃ ماخلا النسائی کے راوی اور إن روایة من روی عنه قبل الاحتراق کتبه صحیحه ہیں یعنی جن حضرات نے عبداللہ بن لہیعۃ المصریؒ (م ۱۷۴ھ) سے ان کی کتابیں جلنے سے پہلے روایات لکھی ہے، وہ صحیح ہوگی۔ (**الکوکب النیرات: ص ۴۸۳**)،

نوٹ نمبر ۱:

حافظ علی بن المدینیؒ (م ۲۳۵ھ) نے کہا:

''الحسن بن موسى إنما سمعه من ابن لهيعة بآخره، وإنما يروى حديث ابن لهيعة عمن سمع منه قبل أن يصاب بكتبه، مثل ابن المبارك وأبي عبد الرحمن المقرئ وابن وهب''۔ (**مسند الفاروق: ج ۳: ص ۵۵، ت امام**)،

یعنی اگرچہ ان کا سماع، ابن لہیعۃؒ سے اخیر زمانے میں ہوا، مگر وہ احادیث ابن لہیعۃ کو، قدماء حضرات کی طرح بیان کرتے تھے، لہذا معلوم ہوا کہ الحسن بن موسیٰ عن ابن لهيعة کی سند سے مروی احادیث میں صحت غالب ہے۔ واللہ اعلم

غالباً یہی وجہ ہے کہ الاستاذ حسن مظفر الرز وحفظہ اللہ نے کہا:

''احادیثه المنقوله عن العبادلة و قتيبة بن سعيد و الحسن بن مسى و محمد بن رمح و ابى الاسود صحيحة بقيد الحديث الصحيح من حيث اتصال السند و خلوها من الشذو ذو العلة''۔(**الامام المحدث عبداللہ بن لہیعۃ: ص ۲۷۸**)،

نوٹ نمبر ۲:

نیز یہاں اس روایت میں عبداللہ بن لہیعۃ المصریؒ (م ۱۷۴ھ) کے متابع میں رشدین بن سعد المصری ؒ (م ۱۸۸ھ) موجود ہیں۔(دیکھئے ص ۷-۱۱)،

لہذا یہاں پر ابن لہیعۃؒ (م ۱۷۴ھ) پر کلام ہی فضول ہے۔ واللہ اعلم

(۴) حیی بن عبداللہ المعافریؒ (م ۱۴۸ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ چنانچہ تفصیل درج ذیل ہیں:

- امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا: ''ليس به بَأس''۔(**تاریخ ابن معین بروایت الدارمی: رقم ۲۳۹، نیز دیکھئے تہذیب الکمال: ج ۷: ص ۴۸۹**)،

* ایک اور روایت میں کہا: ''صالحُ الحديثِ، ليس بذاك القَوي''۔(**تاریخ ابن معین بروایت ابن المحرز: ج ۱: ص ۱۴۰**)،

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔(**ج ۶: ص ۲۳۶**)، اور کہا: ''من خيار أهل مصر و متقنيهم و كان شيخا جليلا فاضلا''۔(**مشاهير علماء الأمصار: ص ۲۹۸**)،

- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: ''أرجو أنه لا بأس به إذا روى عنه ثقة''۔(**الکامل لابن عدی: ج ۳: ص ۳۹۰**)،

- حافظ ابو القاسم، ابن بشکوالؒ (م ۵۷۸ھ) نے کہا: ''حيي بن عبد الله المعافري: ثقةٌ مصريٌ''۔(**شیوخ ابن وھب: ج ۱: ص ۸۴**)،

- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''حسن الحديث، قال أحمد: منكر الحديث''۔(**دیوان**

الضعفاء: ص ۱۰۸، رقم ۱۱۹۵)،

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''صدوق یهم''۔ (تقریب: رقم ۱۶۰۵)،

* ایک اور جگہ کہا: ''مختلف فیه''۔ (اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ج ۹: ص ۵۶۲)،

- شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''ولم یخرج له مسلم شیئا ثم إنه تکلم فیه بعضهم بما لا ینزل حدیثه عن رتبة الحسن إن شاء الله تعالی''۔ (تمام المنۃ: ص ۳۹۴)،

- شیخ ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے کہا: ''ما احتج به مسلم ولا البخاري وهو حسن الحدیث''۔ (تفسیر ابن کثیر: ج ۱: ص ۳۵۰، ت الحوینی)،

- محمد عمرو عبد اللطیف حفظہ للہ نے کہا: ''حیي لم یتفق علی تضعیفه، بل هو مختلف فیه، ورجح الحافظ في "التقریب" أنه: "صدوق یهم". فهو حسن الحدیث ما لم یخالف''۔ (تبییض الصحیفة بأصول الأحادیث الضعیفة: ج ۱: ص ۱۱۶)

- ابو اسامہ، سلیم بن عید الہلالی حفظہ اللہ نے کہا: ''لأن حیي بن عبد الله المعافري لیس من رجالهما، وهو صدوق؛ فالإسناد حسن -إن شاء الله''۔ (عجالة الراغب المتمني في تخریج کتاب "عمل الیوم واللیلة" لابن السني: ج ۱: ص ۳۷۴)،

لہذا حیی بن عبداللہ المعافریؒ (م ۱۴۸ھ) صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

(۵) عبداللہ بن یزید المعافری، ابو عبدالرحمٰن الحبلیؒ (م ۱۰۰ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۷۱۲)،

(۶) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م قبل ۶۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (تقریب)

حکم:

یعنی اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، لہذا یہ سند حسن ہے، واللہ اعلم۔ نیز ابن لہیعہؒ (م ۱۷۴ھ) کا ایک متابع بھی موجود ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن العباس، ابو عمرو، ابن حیویہ الخزازؒ (م ۳۸۲ھ) نے کہا:

أخبرنا ابو عمرو ثنا محمد ثنا احمد بن عیسی ثنا رشدین بن سعد عن حیي عن ابی عبد الرحمٰن عن

عبد الله بن عمرو عن النبی ﷺ قال: يطلع الله عز و جل في النصف من شعبان الى خلقه فيغفر لكل انسان الا قاتل نفس أو مشاحن۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے، سوائے قاتل نفس اور کینہ رکھنے والا کے۔ (**الجزء الثالث من حدیث ابی عمر، محمد بن العباس، ابن حیویہ الخزاز: فولیو نمبر ۱۰، المخطوطة بالمكتبة الظاهرية بالدمشق، مجموع ۹۳**)،

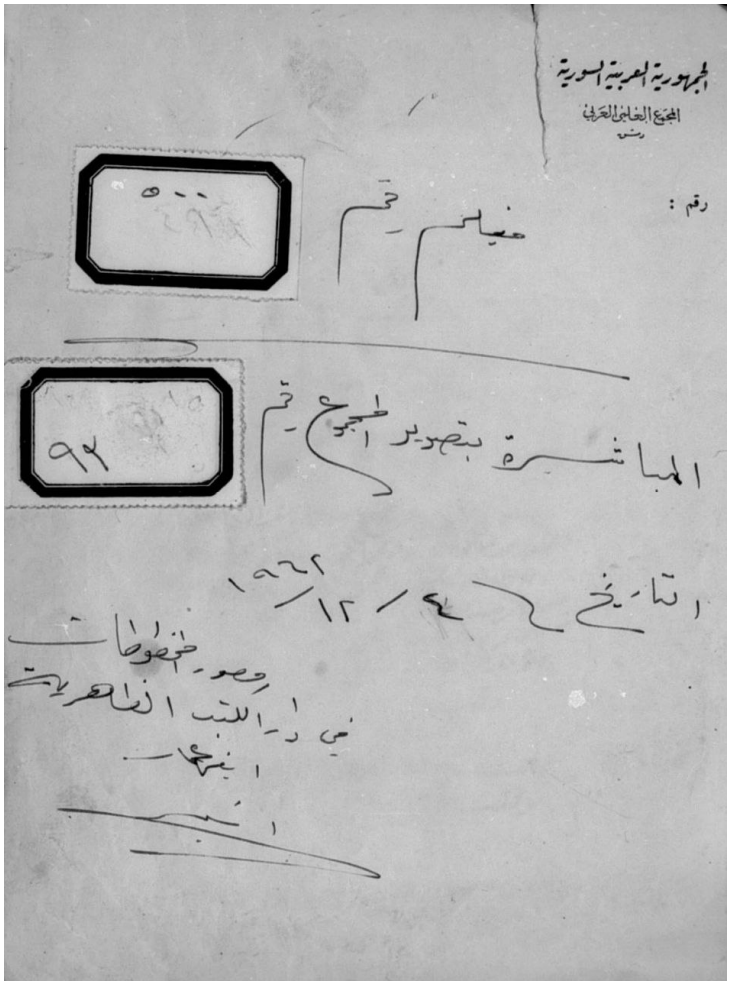

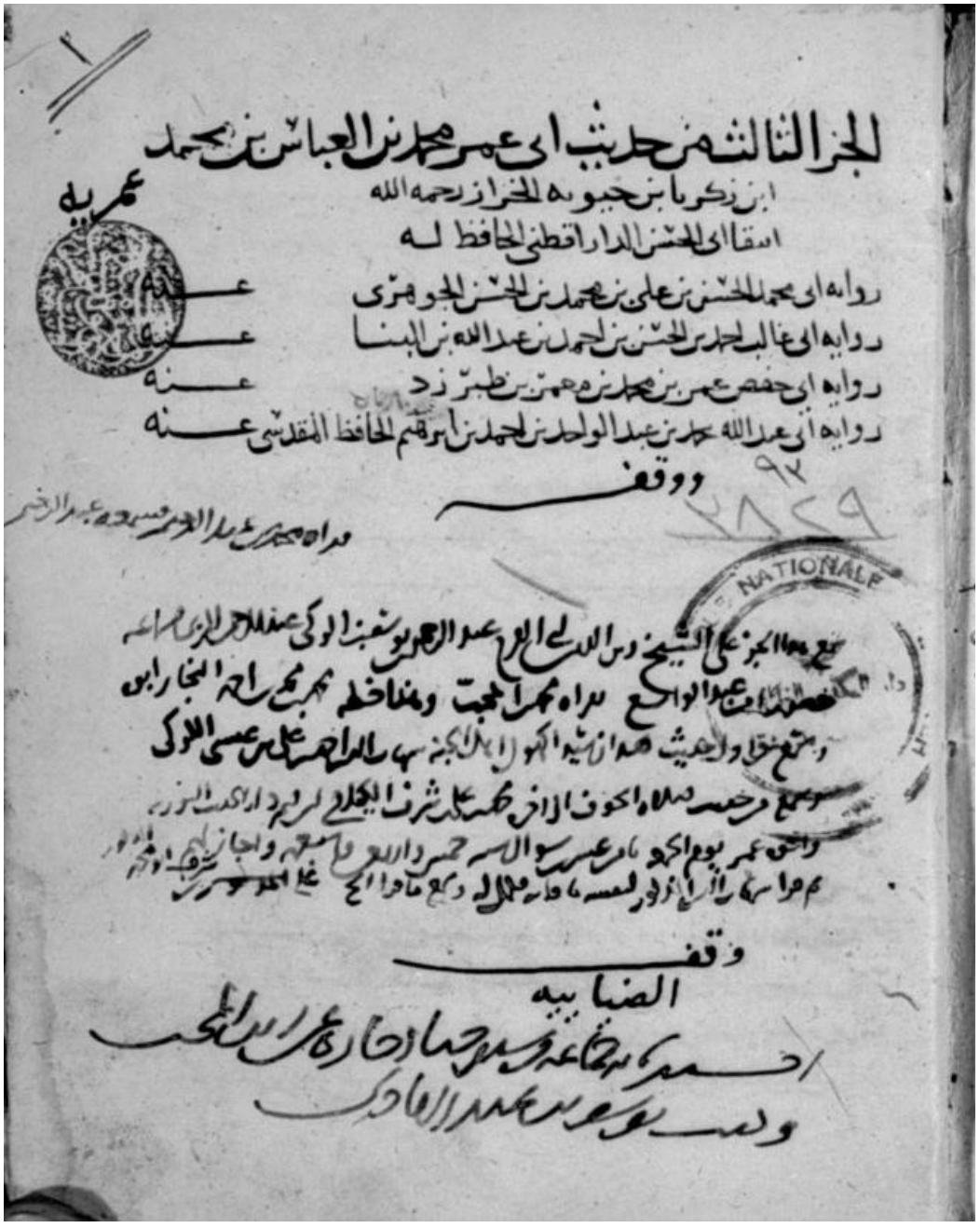

الجزء الثالث من حديث ابي عمر محمد بن العباس بن محمد
ابن زكريا بن حيويه الخزاز رحمه الله
املاه ابو الحسن الدارقطني الحافظ له
رواه ابو محمد الحسن بن علي بن محمد بن الحسن الجوهري عنه
رواه ابو غالب احمد بن الحسن بن احمد بن عبد الله بن البنا عنه
رواه ابو حفص عمر بن محمد بن عمر بن طبرزد عنه
رواه ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن احمد بن ابو هيم الحافظ المقدسي عنه
وقف

الذراع فناولك الذراع الاخر وانما للشاه ذراعان فقال رسول الله لولم ترا حجني
والهويت اليها مازلت تخذفها ذراعا ما طلبك ثم قال يا اسيم اخرج فانظر
هل ترى لي رحما من الارض فخرج رسول الله قال اتاه فخرجت فمشيت حتى
جزت فلم اقطع الناس ولم ار شيئا اري اية يوادي اصرافه فرجعت
اليه فقلت يا رسول الله والذي بعثك بالحق لقد ملأ الناس ما بين المصرين ما
رايت من شيء يوادي احدا فقال اما رايت شجرا ورحما قلت بلى قد رايت
الى جانبهن رحما من حجارة قال فانطلق الى النخلات فقل لهن يقول لكن
رسول الله ليلتقين بعضكن الى بعض حتى تكن شجرة لمخرج رسول الله قال
اتاه مخرجت حتى اتيت النخلات فقلت لهن الذي امرني به رسول الله قال
اتاه فوالذي بعثه بالحق لكاني انظر الى قفزهن عزوفهن ترابهن
حتى لصقن بعضهن الى بعض فكن كانهن خباء واحدة ثم اتيت الرحم
فقلت للحجارة الذي امرني به قما فوالذي بعثه بالحق لكاني انظر الى
قفزاتهن حجرا حجرا حتى لصقن بالنخلات وعلا بعضهن بعضا حتى كن
كانهن جدار فرجعت اليه فاخبرته بذلك فقال اخذ الاداوة قال وخرج
فمشينا حتى اذا دنوت منهن فسبقته فوضعت له الاداوة ثم انصرفت
فقضا من حاجته ثم اقبل الاداوة بيده فالتقيته فاخذتها منه ثم مضينا
فلما دخل الجبا قال يا اسيم انطلق الى الحجارة والى النخلات فقل لهن يامرهن
رسول الله ان تعدن الى ما كنتم عليه وقل للحجارة يامرك رسول الله ان
تعدن رحما كما كنتم والى النخلات ان يعدن كما كنتم فاتيت النخلات
فقلت لهن الذي امرني به فوالذي بعثه بالحق فلكاني انظر الى قفزهن

وترابهن حتى عادت كل نخلة منهن في موضعها قال ثم قلت للحجارة ذلك
فوالذي بعثه بالحق لكاني انظر الى قفزهن حجرا حجرا حتى اتين مكانهن الذي
عرفته رحما كما كن فانصرفت اليه فقلت يا رسول الله لقد اتيت النخلات فقلت
لهن الذي امرتني به فعلن ما امرتهن به وقلت للحجارة فعلت ذلك حتى عادت
رحما كما كانت لحسن يا ابو عمر ثنا محمد بن سليمان ثنا سفيان بن عيينة
ثنا حفص بن غياث ثنا ليث عن عبد الملك بن سعيد بن جبير عن ابيه عن ابن
عباس قال سمعت النبي عليه السلام يقول انا فرطكم على الحوض لحسن يا ابو
عمر ثنا محمد بن عيسى ثنا رشدين بن سعد عن حيي عن ابي عبد الرحمن عن
عبد الله بن عمرو عن النبي عليه السلام قال يطلع الله عز وجل في النصف من
شعبان الى خلقه فيغفر لكل انسان الا قاتل نفس او مشاحن لحسن يا
ابو عمر ثنا محمد بن سليمان ثنا محمد بن عيسى ثنا ابرهيم بن الينبع عن هشام
ابن عروة عن ابيه عن عايشة قالت يا رسول الله اخذ بمعنى كيفما فاباعليها
اوابا ان ياذن لها لحسن يا ابو عمر ثنا محمد بن سليمان ثنا محمد بن
عيسى ثنا ابرهيم بن الينبع عن هشام بن عروة عن ابيه عن عايشة قالت قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثني الله بنفي الطنبور والمزمار والمزهر
قال يعني الكوبة لحسن يا ابو عمر ثنا محمد بن عيسى ثنا ابرهيم بن الينبع
عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من صام يوما في شهر الحرام كتب الله له بكل يوم شهرا ومن صام
ايام العشر كان له بكل يوم حسنة لحسن يا ابو عمر ثنا محمد بن
ابرهيم بن الينبع عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول الله

من مناكير
محمد الصنعاني
الى ابي
عبد الله
عفا الله عنه

سند کی تحقیق:

(۱)　حافظ محمد بن العباس، ابوعمرو، ابن حیویہ الخزازؒ (م ۳۸۲ھ) ثقہ، مکثر ہیں۔ (**الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص ۴۰۰**)،

(۲)　محمد سے مراد، ثقہ، حافظ محمد بن محمد بن سلیمان، ابوبکر الواسطی، حافظ ابن الباغندیؒ (م ۳۱۲ھ) ہیں۔ (**لسان المیزان: ج ۷: ص ۴۷۳، ارشاد القاصی والدانی: ص ۶۰۹**)،

(۳)　احمد بن عیسی التستریؒ (م ۲۴۳ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**الرواۃ الثقات المتکلم فیھم بما لا یوجب ردھم: ص ۵۳، رقم ۱۱**)،

(۴)　رشدین بن سعد المصریؒ (م ۱۸۸ھ) سنن الترمذی وابن ماجہ کے راوی اور ضعیف ہے۔ (**تقریب: رقم ۱۹۴۲**)، مگر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے ہی کہا: ''**وإن كان فيه ضعف لكنه يحتمل في المتابعات**''۔ (**موافقۃ الخبر الخبر: ج ۱: ص ۳۸۵**)، نیز امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے ان کی توثیق مفسر کرتے ہوئے کہا:

''**رشدين ليس به بأس في الأحاديث الرقاق**''۔

فضائل میں، رشدین کی احادیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (**سؤالات المیموني لاحمد: رقم ۴۸۱**)

یعنی رشدین بن سعد المصریؒ (م ۱۸۸ھ) فضائل کی روایات میں معتبر ہیں اور زیر بحث روایت کا تعلق بھی فضائل سے ہی ہے، لہذا یہاں اس روایت میں رشدینؒ (م ۱۸۸ھ) کم از کم صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(۵)　حیی بن عبداللہ المعافریؒ (م ۱۴۸ھ)،

(۶)　عبداللہ بن یزید المعافری، ابوعبدالرحمٰن الحبلیؒ (م ۱۰۰ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۷)　عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م قبل ۶۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب**)

حکم:

یعنی اس روایت کے تمام روات، خصوصاً اس روایت میں ثقہ یا صدوق ہیں۔ لہذا یہ سند حسن ہے، واللہ اعلم۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ ابوعمر، أسامة بن عطايا العتيبي حفظہ اللہ نے کہا:

''**اسنادہ حسن - ان اشاء اللہ تعالی -**''۔ (**ارواء الظمآن بما ورد فی لیلۃ النصف من شعبان: ص ۴۹**)،

آگے کہتے ہیں کہ

الخلاصة: أن حديث عبد الله بن عمرو حسن لذاته، ولو قبل بضعفه فهو صالح للاستشهاد به، والله اعلم۔(ارواء الظمآن بما ورد في ليلة النصف من شعبان: ص۵۶)،

خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ثابت ہے اور متابع کی وجہ سے، ابن لہیعہؒ (م۱۷۴ھ) پر کلام فضول و بیکار ہے۔ واللہ اعلم

حدیث نمبر "۳":

امام ابوبکر البیہقیؒ (م۴۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو أحمد الحافظ، حدثنا أبو جعفر محمد بن عمران النسوي النيسابوري، حدثنا أبو الوليد محمد بن أحمد بن برد الأنطاكي، حدثنا محمد بن كثير المصيصي، حدثنا الأوزاعي، عن مكحول، ح،

وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وإسحاق بن محمد بن يوسف السوسي، وأبو بكر القاضي، قالوا: حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا يزيد بن محمد بن عبد الصمد الدمشقي، حدثنا هشام بن خالد، حدثنا أبو خليد يعني عتبة بن حماد الحكمي،

عن الأوزاعي، عن مكحول، وابن ثوبان يعني عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن أبيه، عن مكحول، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "يطلع الله على خلقه في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن"۔

وفي رواية المصيصي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "والباقي سواء"۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے، سوائے مشرک یا کینہ رکھنے والے کے۔ (**شعب الایمان للبیہقی: ج۵: ص۳۶۰، حدیث نمبر ۳۵۵۲**)،

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثبت، حافظ ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء**)،

(۲)　صاحب المستدرک، امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ إمام أهل الحديث في عصره ہیں۔ (**الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص ۴۱۴، السلسبیل النقی فی تراجم شیوخ البیہقی: ص ۵۹۲**)، اوران کے متابع میں ثقہ راوی اسحاق بن محمد بن یوسف السوسیؒ (م ۴۱۰ھ)، اور ثقہ، حافظ، احمد بن الحسن بن احمد، ابوبکر القاضی الحیری النیسابوریؒ (م ۴۲۱ھ) ہیں۔ (**السلسبیل النقی فی تراجم شیوخ البیہقی: ص ۲۶۲، السلسبیل النقی فی تراجم شیوخ البیہقی: ص ۱۸۹**)،

(۳)　صاحب الاسماء والکنی، حافظ ابواحمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۸ھ) بھی ثقہ، حافظ، ناقد ہیں۔ (**الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۱۹۷**)، اوران کے متابع ثقہ، ثبت، حافظ، امام ابوالعباس، محمد بن یعقوب الاصمؒ (م ۳۴۶ھ) موجود ہیں۔ (**الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۲۷۰**)،

(۴)　ابوجعفر، محمد بن عمران بن موسی النسوی الشرمغولیؒ (م ۳۳۲ھ) صدوق ہیں۔

ان سے ایک جماعت مثلاً: حافظ ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ)، حافظ ابواحمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۸ھ)، محمد بن یوسف بن ابراہیم الموذنؒ، وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۶۶۵، المستدرک للحاکم: ج ۱: ص ۲۳۲، حدیث نمبر ۴۷۹**)،

اور حافظ ابوسعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) نے کہا: ''وأهل نيسابور كثيرا كتبوا عنه بانتخاب أبي علي مثل الحاكم أبي أحمد الحافظ وغيره''۔ (**الانساب للسمعانی: ج ۸: ص ۸۸**)، اوران کی کوئی منکر روایت بھی نہیں ملی۔ (**مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲**)، لہذا وہ کم از کم صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

اوران کے متابع میں یزید بن محمد بن عبدالصمد، ابوالقاسم الدمشقیؒ (م ۲۷۷ھ) موجود ہے، جو کہ سنن ابی داود ونسائی کے راوی اور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۷۷۰، الکاشف: رقم ۶۳۵۲**)،

(۵)　ابوالولید، احمد بن محمد بن الولید بن بردالانطاکیؒ (م ۲۷۸ھ) ثقہ ہیں۔ (**سیر: ج ۱۳: ص ۳۱۱**)، اوران کے متابع میں سنن ابی داود ونسائی کے ثقہ راوی، ہشام بن خالد بن زید الازرقؒ (م ۲۴۹ھ) موجود ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۲۹۱**)،

(۶)　محمد بن کثیر الثقفی المصیصیؒ (م ۲۱۹ھ) سنن ثلاثہ ماخلا ابن ماجہ کے راوی ہے اور اقوال ائمہ درج ذیل ہیں:

- حافظ الحسن بن الربیع البجلیؒ (م ۲۲۱ھ) نے کہا: ''محمد بن کثیر الیوم أوثق الناس، -و کان یکتب عنه- و أبو إسحاق الفزاری حی، و کان یعرف بالخیر مذ کان، و ینبغی لمن یطلب الحدیث لله أن یخرج إلیه''۔
- حافظ محمد بن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) نے کہا: ''و کان ثقة و یذکرون أنه اختلط فی آخر عمره''۔
- امام یحیی بن معینؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا: ''ثقة''۔
* ایک اور روایت میں کہا: ''کان صدوقا''۔
- حافظ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ (م ۲۹۱ھ) نے کہا: ''ذکر أبی محمد بن کثیر فضعفه جدا، و ضعف حدیثه عن معمر جدا، و قال: هو منکر الحدیث، و قال یروی أشیاء منکرة''۔
- امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) نے کہا: ''لم یکن یفهم الحدیث''۔
* مگر ایک اور جگہ ''اصحاب الاوزاعی'' کے سلسلے میں کہا:

''سألت أبا داود، عن أصحاب الأوزاعي؟ فقال: هقل

سمعت أحمد بن حنبل یقول: لیس أحد یتقدم هقل بن زیاد

قیل لأبي داود: بقیة في الأوزاعي؟ قال: لا، ثم قال: أصحاب الأوزاعي:

ابن سماعة

و الولید بن مزید

و عمر بن عبد الواحد

قیل له: محمد بن شعیب في الأوزاعي؟ [قال:] ثبت

قلت لأبي داود: فابن کثیر، أعني المصیصي؟ قال: ابن کثیر دون بقیة''۔ (سوالات الاجری: رقم ۱۵۹۸، طبع الفاروق)،

یعنی امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) کے نزدیک، امام الاوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ) کی روایات میں محمد بن کثیر المصیصیؒ (م ۲۱۹ھ) کا مقام ہیں۔ واللہ اعلم

- حافظ ابو حاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) نے کہا: ''كان رجلا صالحا يسكن المصيصة، و أصله من صنعاء اليمن ، و في حديثه بعض الإنكار''۔
- حافظ محمد بن صالح البغدادی جزرہؒ (م ۲۹۳ھ) نے کہا: ''صدوق، كثير الخطأ''۔
- امام ابو عبد الرحمٰن النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے کہا: ''ليس بالقوي، كثير الخطأ''۔

* ایک اور جگہ کہا: ''محمد بن كثير هذا هو المصيصي، وهو صدوق إلا أنه كثير الخطإ''۔ (سنن النسائی: حدیث نمبر ۵۹۵۴)،

- حافظ زکریا الساجیؒ (م ۳۰۷ھ) نے کہا: ''صدوق كثير الغلط''۔
- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۶ھ) نے ان کو ''الثقات'' شمار کیا ہے اور کہا: ''يخطىء ويغرب''۔
- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۹ھ) نے کہا: ''ومحمد بن كثير له روايات عن معمر والأوزاعي خاصة أحاديث عداد مما لا يتابعه أحد عليه''۔ (الکامل لابن عدی: ج ۷: ص ۵۰۱)،
- حافظ ابو احمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۸ھ) نے کہا: ''ليس بالقوي عندهم''۔ (تہذیب التہذیب: ج ۹: ص ۴۱۶)،
- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''وكان محدثاً حسن الحديث''۔ (العبر: ج ۱: ص ۲۹۲)،

* ایک اور جگہ کہا: ''فيكتب حديثه، أما الحجة به فلا تنهض''۔ (سیر: ج ۱۰: ص ۳۸۳)،

* الکاشف میں کہا:

''مختلف فيه صدوق اختلط بآخره''۔ (رقم ۵۱۲۰)،

- حافظ ابن رجب الحنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) نے کہا:

''ومحمد بن كثير الصنعاني هو المصيصي، ضعفه أحمد وأبو قتادة ومهران تكلم فيهما أيضا، لكن محمد بن كثير خير منهما، فإنه ثقة عند كثير من الحفاظ''۔ (جامع العلوم والحکم: ج ۲: ص ۸۵۳)،

- حافظ عبد الحق الاشبیلیؒ (م ۵۸۱ھ) کے قول ''ومحمد بن كثير هذا هو المصيصي، وهو صدوق إلا أنه كان يخطئ في حديثه،''، کی تشریح میں حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) نے کہا: ''لأنه اختلط في آخر عمره''۔ (البدر المنیر: ج ۹: ص ۶۹۰)،

- حافظ البوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے کہا: ''مختلف فيه، وهو ثقة. قاله ابن معين والذهبي وضعفه أحمد وغيره''۔ (الذیل البوصیری المختلطین للعلائی: ص ۱۲۰، نیز دیکھئے ص ۲۰)،

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''صدوق كثير الغلط''۔ (تقریب: رقم ۶۲۵۱)،

- محدث بدر الدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے کہا: ''محمد بن كثير أبو يوسف المِصيصي، فيه مقال لكن ابن مَعين صدّقه، وابن حبان وثقه''۔ (نخب الافکار: ج ۲: ص ۵۵۴)،

- امام ابن العماد الحنبلیؒ (م ۱۰۸۴ھ) نے بھی کہا: ''وكان محدّثا حسن الحديث''۔ (شذرات الذہب: ج ۳: ص ۷۸)،

- علامہ عبد الرحمٰن المعلمیؒ (م ۱۳۸۶ھ) نے کہا: ''ويحتج به فيما توبع عليه، وينظر فيما تفرد به، وليس بمنكر''۔ (التنکیل: ج ۲: ص ۷۰۴)،

- شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''وقال الحافظ في "التقريب": "صدوق كثير الغلط"۔ قلت: فمثله لا يحتج به إذا انفرد، لكنه قد توبع كما يأتي، فحديثه لذلك صحيح''۔ (الصحیحۃ: ج ۱: ص ۶۱۵)،

- صاحبان تحریر فرماتے ہیں کہ ''ضعيف يعتبر به في المتابعات والشواهد''۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۲۵۱)،

- محمد عمرو عبد اللطیف حفظہ اللہ نے کہا: ''محمد بن كثير المصيصي صدوق كثير الغلط كما في "التقريب"، لكن المتابعات الآتية تؤكد صحة روايته إن شاء الله تعالى''۔ (تبییض الصحیفۃ بأصول الأحادیث الضعیفۃ: ج ۲: ص ۱۳۴)،

خلاصہ:

تمام اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ کا محمد بن کثیر المصیصیؒ (م ۲۱۹ھ) کے سلسلے میں اختلاف ہے، بعض ان کو ثقہ یا حسن الحدیث مانا ہے، اور بعض نے ان کو ضعیف، لیکن متابع کی صورت میں مقبول مانا ہے۔

لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ظاہر ہوتا ہے کہ متابع کی صورت میں محمد بن کثیر المصیصیؒ (م ۲۱۹ھ) مقبول ہونگے، یہاں اس نصف شعبان والی روایت میں ان کے متابع میں ثقہ إمام مسجد دمشق، ابو خلید، عتبۃ بن حماد الشامیؒ موجود ہیں۔

(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۴۲۸)،

لہذا اس نصفِ شعبان والی روایت میں محمد بن کثیر المصیصیؒ (م ۲۱۹ھ) "محتج بہ" ہونگے۔ واللہ اعلم

(۷) عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، فقیہ، شیخ الاسلام ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۹۶۷، الکاشف) اور ان کے متابع میں صدوق، حسن الحدیث راوی، عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبانؒ (م ۱۶۵ھ) موجود ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۸۲۰)،

- اسی طرح، عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبانؒ (م ۱۶۵ھ) کے والد، ثابت بن ثوبان العنسیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۸۱۱)،

(۸) مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۸۷۵)،

نوٹ:

مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) مدلس نہیں ہے، (معجم المدلسین: ص ۴۵۱)۔ واللہ اعلم

(۹) مالک بن یخامر السکسکیؒ (م ۷۰ھ) ثقہ، مخضرم ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۴۵۶)،

نوٹ:

مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) کا سماع، مالک بن یخامر السکسکیؒ (م ۷۰ھ) سے ثابت ہے، دیکھئے۔ ص ۳۷۔

(۱۰) معاذ بن جبلؓ (م ۱۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۷۲۵)

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند صحیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے اس کو صحیح اور متصل مانا ہے۔ (صحیح ابن حبان: حدیث نمبر ۵۶۶۵، ت الانؤوط)،
- حافظ عبدالعظیم المنذریؒ (م ۶۵۶ھ) نے بھی اس حدیث کی تحسین کی ہے، چنانچہ انہوں نے اس حدیث کو صیغہ "عن" کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (الترغیب والترہیب: ج ۲: ص ۱۱۸، ت عمارۃ)

اور مقدمہ میں کہا: "فإذا كان إسناد الحديث صحيحا أو حسنا أو ما قاربهما صدّرته بلفظة: عن"۔

(الترغیب: ج ۱: ص ۳۶)،

- حافظ ابن رجبؒ (م ۷۹۵ھ) نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔ (شرح المواهب اللدنية: ج ۷: ص ۳۷۴، بحوالہ حسن البيان فيما ورد في ليلة النصف من شعبان للشيخ مشهور: ص ۱۵)
- حافظ نور الدین الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے کہا: ''رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجالهما ثقات''۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۲۹۶۰)،
- شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے بھی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (صحیح موارد الظمآن: حدیث نمبر ۱۹۸۰)
- اور شیخ ابو عمر، اسامہ بن عطایا بن عثمان العتیبی حفظہ اللہ نے کہا:

وقال الشيخ الالبانی:

قال الذهبی: مكحول لم يلق مالك ابن يخامر۔

قلت: ولو لا ذلك لكان الاسناد حسناً فان رجاله موثقون، ثم نقل كلام الهيثمی السابق۔

وقال الشيخ الالبانی رحمه الله عليه فی صحيح موارد الظمآن: حسن۔

ومن منهج الشيخ فی صحيح موارد الظمآن التفريق بين الحسن لذاته والحسن لغيره فهو يعنی بالحسن هنا: الحسن لذاته۔

وهذا يخالف ما ذكره فی الصحيحه حيث أعله بالانقطاع بين مكحول وابن يخامر فربما تراجع الشيخ عن ذلك الاعلال، والله اعلم۔

واذا علمت ان الأظهر هو سماع مكحول من مالك بن يخامر فالقول بتحسينه متجه وقوی، بل صححه ابن حبان وهو ما ظهر لی، والله اعلم۔ (ارواء الظمآن بما ورد فی ليلة النصف من شعبان: ص ۶۳-۶۴)،

* نیز حدیثِ معاذ کے بارے میں کہا:

''اسناده صحيح - انشاء الله تعالى -''۔ (ارواء الظمآن بما ورد فی ليلة النصف من شعبان: ص ۵۹)،

- الدکتور عبد الالہ بن حسین العرفج حفظہ اللہ نے کہا:

''فالاحتجاج بهذا الحديث وحده على فضل ليلة النصف من شعبان وعلى تجلي الله عز وجل على خلقه فيها وعموم مغفرته لهم الا للمشركين والمشاحنين، احتجاج مقبول من الناحية الحديثية فالحديث

حسن لذاته''۔(لیلۃ النصف من شعبان:ص۲۸)

لہذا یہ حدیث کم از کم حسن لذاتہ ہیں۔واللہ اعلم

اعتراض نمبر''۱'':

حافظ ابوحاتم الرازیؒ (م۲۷۷ھ) نے کہا:

''هذا حديث منكر بهذا الإسناد ، لم يرو بهذا الإسناد [غير] أبي خليد، ولا أدري من أين جاء به''۔(علل الحدیث لابن ابی حاتم:ج۵:ص۳۲۳)،

الجواب:

چونکہ ثقہ إمام مسجد دمشق، ابوخلید، عتبۃ بن حماد الشامیؒ کے متابع میں صدوق، يعتبر به في المتابعات و الشواهد راوی، محمد بن کثیر المصیصیؒ (م۲۱۹ھ) موجود ہیں، کما مر۔(دیکھئے،ص۱۴)

لہذا حافظ ابوحاتم الرازیؒ (م۲۷۷ھ) کا اعتراض کمزور ہے۔یہی وجہ ہے کہ الدکتور عبد الاله بن حسین العرفج حفظہ اللہ نے کہا:

فيجاب عنه بان محمد بن كثير المصيصي وان كان ضعيفا الا انه صدوق ويكتب حديثه فان عضده عاضد من متابع أو شاهد ثبت حديثه، اما الحجة به وحده فلا تنهض۔۔۔۔۔۔فيكون غاية ما يقصده أبو حاتم أن الحديث بهذا السند منفرد أي ان ابأخليد انفرد عن غيره من الرواة برواية الحديث عن الاوزاعي وابن ثوبان۔ ولعل ابا حاتم غابت عنه رواية البيهقي المتقدمة للحديث بسنده عن محمد بن كثير المصيصي عن الاوزاعي۔(لیلۃ النصف من شعبان:ص۳۶-۳۷)

بہر حال، امام ابوحاتم الرازیؒ (م۲۷۷ھ) کا قول مرجوح ہے۔واللہ اعلم

اعتراض نمبر''۲'':

امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ) نے کہا:

''وسئل عن حديث مالك بن يخامر، عن معاذ، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: يطلع الله عز وجل إلى خلقه ليلة النصف من شعبان، فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن.

قال: يروى عن مكحول، واختلف عنه؛

فرواه أبو خليد عتبة بن حماد القاري، عن الأوزاعي، عن مكحول، وعن ابن ثوبان، عن أبيه، عن مكحول، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل۔

قال ذلك هشام بن خالد: عن أبي خليد۔

حدثناه ابن أبي داود، قال: حدثنا هشام بن خالد بذلك

وخالفه سليمان بن أحمد الواسطي، فرواه عن أبي خليد، عن ابن ثوبان، عن أبيه، عن خالد بن معدان، عن كثير بن مرة، عن معاذ بن جبل، كلاهما غير محفوظ۔

وقد روى عن مكحول في هذا روايات، وقال هشام بن الغاز: عن مكحول، عن عائشة، وقيل: عن الأحوص بن حكيم، عن مكحول، عن أبي ثعلبة۔

وقيل: عن الأحوص، عن حبيب بن صهيب، عن أبي ثعلبة۔

وقيل: عن مكحول، عن أبي إدريس مرسلا۔

وقال: الحجاج بن أرطاة، عن مكحول، عن كثير بن مرة مرسلا، أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال.

وقيل: عن مكحول من قوله، والحديث غير ثابت''۔(علل الدارقطنی: ج۶: ص۵۱)،

الجواب:

غیر محفوظ وغیر ثابت کہنے کی وجہ، اضطراب ہے، یہاں اضطراب کا دفع اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ یہاں امام الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ) نے جتنے طرق نقل کئے ہیں۔ وہ سارے کے سارے ضعیف ہیں، سوائے ''أبو خليد عتبة بن حماد القاري، عن الأوزاعي، عن مكحول، وعن ابن ثوبان، عن أبيه، عن مكحول، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل'' کے طریق کے۔

اور جب مضطرب حدیث میں ترجیح کی صورت پیدا ہوجاتی ہے، تو اس وقت اس حدیث میں اضطراب باقی نہیں رہتا، جیسا کہ علوم الحدیث کے طالبِ علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے۔

لہذا امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ) کا قول بھی مرجوح ہی ہے۔ نیز الدکتور عبد الاله بن حسین العرفج حفظہ

اللہ نے بھی امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی جرح کا جواب دیا ہے، تفصیل کے لئے ان کی کتاب، **لیلۃ النصف من شعبان: ص ۳۹-۴۳**، دیکھی جاسکتی ہے، واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ حدیثِ معاذ -علی الاقل- حسن لذاتہ ہے، جس سے کی لیلۃ النصف من شعبان کی فضلیت عیاں ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ''۴'':

الحافظ الکبیر، امام عبدالرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) نے کہا:

عن محمد بن راشد قال: حدثنا مكحول، عن كثير بن مرة: أن الله يطلع ليلة النصف من شعبان إلى العباد، فيغفر لأهل الأرض إلا رجلا مشركا أو مشاحنا۔

کبار تابعی، حضرت کثیر بن مرہؒ نے کہا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور زمین والوں کو بخش دیتا ہے، سوائے کسی بدکردار یا کینہ رکھنے والے کے۔ (**مصنف عبدالرزاق: حدیث نمبر ۷۹۲۳**)،

سند کی تحقیق:

(۱)　امام عبدالرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، مصنف ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۰۶۴**)،

(۲)　محمد بن راشد الخزاعی المکحولیؒ (م بعد ۱۶۰ھ) سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۸۷۵**)،

(۳)　امام مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۸۷۵**)،

(۴)　کثیر بن مرۃ الحضرمی الشامیؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ، حجت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۶۳۱، سیر: ج ۴: ص ۴۶**)،

حکم:

اس سند کے تمام روات ثقہ اور سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم، اور امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا: ''مرسل جید''۔ (**شعب الایمان: ج ۵: ص ۳۵۹**)،

نوٹ:

امام کثیر بن مرۃ الحضرمیؒ اپنی رائے واجتہاد سے یہ بات نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اس کا تعلق غیبی امور سے ہے، لہذا یقیناً انہوں نے کسی اور سے یہ بات سنی ہے۔ چنانچہ دیگر مقبول وحسن لغیرہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارسالاً یہ قول نقل کیا ہے،

متابع نمبر "۱":

اور حافظ، امام عبدالرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) نے کہا:

عن المثنى بن الصباح قال: حدثني قيس بن سعد، عن مكحول، عن كثير بن مرة، يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم مثل حديث محمد بن راشد۔ (مصنف عبدالرزاق: حدیث نمبر ۷۹۲۴)،

سند کی تحقیق:

(۱) امام عبدالرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) المثنی بن الصباحؒ (م ۱۴۹ھ) سنن ثلاثہ ماخلا النسائی کے راوی اور ضعیف ہے، مگر امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا: "ضعيف، يكتب حديثه، لا يترك"۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۴: ص ۱۳۹۱)

لہذا متابع کی صورت میں وہ مقبول ہیں۔

(۳) قیس بن سعد المکی الحبشیؒ (م ۱۱۹ھ) صحیح مسلم وسنن ثلاثہ ماخلا الترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۵۷۷)،

(۴) امام مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) اور

(۵) کثیر بن مرۃ الحضرمی الشامیؒ کا تعارف گزر چکا۔

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں، سوائے المثنی بن الصباحؒ (م ۱۴۹ھ) کے اور وہ بھی متابع وشواہد کی صورت میں مقبول ہیں، یہاں ان کا متابع موجود ہے، چنانچہ

متابع نمبر ''۲'':

حافظ، امام حارث بن محمد بن ابی اسامہ التمیمیؒ (م ۲۸۲ھ) نے کہا:

حدثنا عبد الله بن عون، ثنا أبو عبيدة، ثنا عبد الله، ثنا خالد بن معدان، عن كثير بن مرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن ربكم يطلع ليلة النصف من شعبان إلى خلقه فيغفر لهم كلهم إلا أن يكون مشركا أو مصارما قالوا: [۱] وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان فيدخل رمضان وهو صائم تعظيما لرمضان۔ (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث: ج۱: ص ۴۲۳، حدیث نمبر ۳۳۸)،

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ، امام حارث بن محمد بن ابی اسامہ التمیمیؒ (م ۲۸۲ھ) صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (سیر: ج ۱۳: ص ۳۸۸)،

(۲) عبداللہ بن عون بنابی عون، عبدالملک بن یزید الہلالیؒ (م ۲۳۲ھ) صحیح مسلم وسنن النسائی کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۵۲۰)،

(۳) عبدالواحد بن واصل، ابوعبیدۃ الحداد البصریؒ (م ۱۹۰ھ) صحیح بخاری وغیرہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۲۴۹)،

(۴) عبداللہ بن بسر السکسکی، ابوسعید الشامیؒ سنن الترمذی وسنن النسائی کے راوی اور ضعیف ہے، (تقریب: رقم ۳۲۳۰)، مگر کسی امام نے ان پر شدید کلام نہیں کیا، (اکمال تہذیب الکمال: ج ۷: ص ۲۶۰)،

---

(۱) ''قالوا'' سے مراد، اصحاب محمد ﷺ ہیں، جیسا کہ حافظ ابوبکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) نے کہا:

''حدثنا هارون بن عمر القرشي، قال: حدثنا الوليد بن مسلم، عن عبد الله بن لهيعة، قال: حدثني إسحاق بن عبد الله، عن مكحول، عن خالد بن معدان، عن كثير بن مرة، قال: أدركت أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثا لم أنسه: أن الله عز وجل يغفر في ليلة النصف من شعبان لكل عبد، إلا لمشرك أو مشاحن''۔ (فضائل رمضان: حدیث نمبر ۳)،

ابن ابی الدنیا اور مسند الحارث، ان دونوں کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کثیر بن مرۃ نے اصحابِ رسول ﷺ کی ایک جماعت سے، یہ روایت سنی تھی، میں کہتا ہوں: کہ ان میں حضرت معاذ بن جبلؓ شامل ہیں، کیونکہ ان سے مروی روایت ثابت ہے اور وہ کثیرؒ کے شیخ بھی ہے، جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے، واللہ اعلم

لہذا ان کو متابع میں لیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

(۵) خالد بن معدانؒ (م ۱۰۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۶۷۸)،

(۶) کثیر بن مرۃ الحضرمی الشامیؒ کا تعارف گزر چکا۔

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ ہیں، سوائے عبداللہ بن بسر السکسکی کے اور وہ بھی متابع میں قابل ذکر ہیں، لہذا وہ المثنی بن الصباحؒ (م ۱۴۹ھ) کے لئے ایک قوی متابع ہیں، نیز المثنی بن الصباحؒ (م ۱۴۹ھ) کا ایک اور متابع میں موجود ہے، چنانچہ

متابع نمبر "۳":

حافظ، امام حارث بن محمد بن ابی اسامہ التمیمیؒ (م ۲۸۲ھ) نے کہا:

حدثنا أبو خالد الأحمر، عن حجاج، عن مكحول، عن كثير بن مرة الحضرمي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله ينزل ليلة النصف من شعبان فيغفر فيها الذنوب إلا لمشرك، أو مشاحن۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج ۱۵: ص ۴۰۵، حدیث نمبر ۳۰۴۷۹)،

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، صاحب ہیں۔ (تقریب)،

(۲) ابو خالد، سلیمان بن حیان الکوفیؒ (م ۱۹۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۵۴۷)،

(۳) حجاج بن ارطاۃؒ (م ۱۴۵ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں، جب کہ وہ سماع کی صراحت کرے۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۱۱۹)،

نوٹ نمبر ۱:

یہاں پر انہوں سماع کی صراحت نہیں کی۔ مگر محدث عبدالرحمٰن السعد حفظہ اللہ نے کہا:

"**حجاج بن رطاۃ فیہ ضعف یزول بالمتابعۃ**"۔ (**شرح الموقظۃ لعبدالرحمٰن السعد**)،

اور یہاں پر ان کے متابع میں قیس بن سعد المکی الحبشیؒ (م ۱۱۹ھ) اور عبداللہ بن بسر السکسکیؒ موجود ہیں، لہذا یہاں ان کا ضعف مضر نہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ نمبر ۲:

حجاج بن ارطاۃؒ (م ۱۴۵ھ) کا سماع، امام مکحولؒ (م ۱۱۹ھ) سے ثابت ہے، چنانچہ

- امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا: ''قد سمع حجاج بن أرطاة من مكحول، وفي بعض حديثه سمعت مكحولا''۔ (**تاریخ ابن معین بروایت الدوری: رقم ۱۵۹۳**)،
- امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) نے کہا: ''الحجاج سمع من مكحول''۔ (**اکمال تہذیب الکمال: ج ۳: ص ۳۹۰**)،

(۴) امام مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) اور

(۵) کثیر بن مرۃ الحضرمی الشامیؒ کا تعارف گزر چکا۔

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور متابع کی وجہ سے سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

وضاحت:

یعنی معلوم ہوا کہ امام کثیر بن مرۃؒ نے ارسالاً نبی کریم ﷺ سے یہ قول نقل کیا ہے، نیز کثیر بن مرۃؒ کے شیوخ میں معاذ بن جبلؓ موجود ہے، جیسا کہ تہذیب الکمال میں ہے۔ (**ج ۲۴: ص ۱۵۹**)،

لہذا قوی امکان ہے کہ کثیر بن مرۃؒ نے حضرت معاذؓ وغیرہ سے یہ روایت سنی اور پھر ارسال کرتے ہوئے، نبی کریم ﷺ سے مرسلاً نقل کیا۔

کیونکہ نصفِ شعبان کے سلسلے میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ثابت ہے، جس کی تفصیل **ص، ۱۲** پر موجود ہے۔

اور ''مسند الشاميين للطبرانی'' میں ہے:

حدثنا أحمد بن الحسين بن مدرك، ثنا سليمان بن أحمد الواسطي، ثنا أبو خليد، ثنا ابن ثوبان، حدثني أبي، [عن مكحول]، عن خالد بن معدان، عن كثير بن مرة الحضرمي، عن معاذ بن جبل، قال: قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم: إن الله يطلع إلى خلقه في النصف من شعبان فيغفر لهم إلا لمشرك أو مشاحن۔(ج۱:ص۱۳۰)[۱]

غور فرمائیں! اس روایت میں حضرت کثیر بن مرۃؒ نے معاذ بن جبلؓ سے ہی نصفِ شعبان والی روایت نقل کی ہے۔ لہذا مسند الشاميين للطبرانی والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کثیر بن مرۃؒ نے یہ روایت حضرت معاذؓ سے ہی سنی ہے،

خلاصہ:

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ

- محمد بن راشد المکحولی کا طریق، اگرچہ مقطوع ہے، مگر حکماً مرفوع ہے۔
- کثیر بن مرۃؒ کی مرسل روایات حسن لغیرہ درجہ کی ہے اور مسند الشاميين للطبرانی سے واضح ہے کہ کثیر بن مرۃؒ نے یہ روایت حضرت معاذؓ سے ہی سنی ہے۔
- نیز مسند الشاميين للطبرانی کی روایت بھی مقبول ہے اور اس کی سند پر کلام فضول ہے، کیونکہ اس کی تائید، کثیر بن مرۃؒ کی مرسل اور مقطوع روایات سے ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

الغرض مسند الشاميين للطبرانی کی اس مقبول روایت سے بھی نصفِ شعبان کی روایت واضح ہے۔

---

(۱) حافظ سلیمان بن احمد الواسطی کے پیدائش سے بہت پہلے، کثیر بن مرۃؒ نے نصفِ شعبان والی روایت کو بیان کیا تھا، جیسا کہ مصنف عبدالرزاق کی روایت سے ظاہر ہے، جس کا مرفوع حکمی ہونا واضح ہے، کما مر، جس سے اس روایت کی اصل معلوم ہوتی ہے، لہذا یہاں پر حافظ سلیمان بن احمد الواسطی پر کلام فضول اور بیکار ہے۔

القول الخلاص

فی اثبات سماع الحسن البصری

من عثمان بن ابی العاص ۔

امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کا، حضرت عثمان بن ابی العاصؓ (م قبل ۶۰ھ) سے سماع کے سلسلے میں، محدثین کا اختلاف ہے، مگر صحیح قول میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ (م قبل ۶۰ھ) سے، ان کا سماع ثابت ہے۔ چنانچہ دلائل درج ذیل ہیں:

- امام الجرح والتعدیل، امام یحیی بن معین البغدادیؒ (م ۲۳۳ھ) نے کہا:

''ویقال: إنه رأى عُثمَان بن أَبي العاص''۔ (**تاریخ ابن معین بروایت الدوری: رقم ۴۲۵۷**)،

* ایک اور روایت میں صراحۃً موجود ہے کہ:

''وسمعت یحیی، وقیل له: الحسن ممن سمع من أصحاب النبي صلی الله علیه وسلم؟ قال: من أنس، وعبدالرحمن بن سمرة، وعبدالله بن مغفل، وعثمان بن أبي العاص، ورأى عثمان بن عفان''۔ (**تاریخ ابن معین بروایت ابن محرز: ج۱: ص۲۶۱**)،

- امام العلل، امام علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) نے کہا:

''سمع الحسن من عثمان بن عفان وهو غلام یخطب ومن عثمان بن أبي العاص ومن أبي بكرة''۔ (**کتاب العلل لعلی بن المدینی: ص۵۱**)،

- امام ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) فرماتے ہیں کہ

''وروی عن عثمان بن أبي العاص، وسمع منه''۔ (**المسند للبزار** بحوالہ نصب الرایہ: ج۱: ص۹۰)،

- حافظ علاء الدین مغلطائیؒ (م ۷۶۲ھ)، حافظ جمال الدین المزیؒ کے قول پر استدراک کرتے ہوئے کہا:

''قال المزي: وعثمان بن أبي العاصي. انتهى وكأنه لم يرذكر الحاكم في مستدركه إثر حديث الحسن عن عثمان بن أبي العاص: تمكث النفساء أربعين يوما۔

الحسن لم يسمع من عثمان بن أبي العاص شيئا۔

وكذا ذكره ابن عبد البر وغيره، ولكن البخاري ذكر في ترجمة عثمان أن الحسن قال: كنت أدخل عليه''۔(اکمال تہذیب الکمال: ج ۴: ص ۸۵)،

- ابوعمرو، یاسر بن محمد فتحی المصری حفظہ اللہ نے کہا:

''وهذا منقطع، فإن الحسن لم يسمع من عثمان بن أبي العاص؛ قاله الحاكم [وانظر: تحفة التحصيل] فلا يصح عن عثمان بن أبي العاص في هذا شيء، لا مرفوعًا ولا موقوفًا؛ وإن كان الموقوف هو المحفوظ في الرواية، والله أعلم.

ثم وجدت -بتنبيه بعض المشايخ الفضلاء لي- ما يثبت سماع الحسن من عثمان بن أبي العاص:

فقد قال ابن المديني في العلل (٦٠): "سمع الحسن البصري من عثمان بن عفان -وهو غلام- يخطب، ومن عثمان بن أبي العاص، ومن أبي بكرة۔

وقال البزار في معرض كلامه عمن سمع منهم الحسن البصري، قال: "وروى عن عثمان بن أبي العاص، وسمع منه" [نصب الراية (١/٩٠)]۔

وعلى هذا فإن قول ابن المديني، والبزار أولى بالقبول من قول الحاكم، لما معهما من زيادة علم، ولتقدمهما في هذا العلم، ورسوخ قدمهما فيه، والمثبت مقدم على النافي.

وقد وردت آثار صحيحة تدل على رؤية الحسن البصري لعثمان بن أبي العاص، وسماعه منه، وأنه كان يدخل عليه بيتًا قد أخلاه للحديث؛ ومع هذا فإنه كان يروي عنه أحيانًا بواسطة بينه وبين عثمان''۔(فضل رحیم الودود: ج ۴: ص ۳۶)،

- ابومحمد، عبدالرحمٰن بن عمر جردی حفظہ اللہ نے کہا:

''قال المزي في تهذيب الكمال (256/1): في ترجمة الحسن البصري: روى عن عثمان بن أبي

العاص الثقفي، وقيل: لم يسمع منه. اهـ.

لكن قال الحافظ في التهذيب (128/7): في ترجمة عثمان بن أبي العاص، قال: قال ابن حيان في الصحابة: أقام على الطائف إلى أيام عمر، ومات في ولاية معاوية بالبصرة، انتقل إليها في أواخر أمره، وأعقب بها. اهـ.

وقال ابن سعد في الطبقات (40/7) في ترجمة عثمان: فلما كان زمن عمر بن الخطاب وخط البصرة ونزلها من نزلها من المسلمين أراد أن يستعمل عليها رجلا له عقل وقوام وكفاية، فقيل له: عليك بعثمان بن أبي العاص، فقال: ذلك أمير أمره رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فما كنت لأنزعه. قالوا له: اكتب له يستخلف أخاه الحكم بن أبي العاص الثقفي على الطائف. وأقبل إلى عمر فوجهه إلى البصرة، فابتنى بها دارا. اهـ.

وبناء على ذلك فإن الحسن يمكنه أن يسمع من عثمان بن أبي العاص، لأن عمر الحسن حين وفاة عثمان قرابة الأربعين سنة، وهو معه في البصرة، فالسماع ممكن جدا، والله أعلم''۔(المطالب العالیۃ: ج۸: ص۳۰۷، طبع دار العاصمۃ)

یہ تو تھے، ائمہ وعلماء کے آثار، اب دلائل ملاحظہ فرمائیں!

دلیل نمبر''۱'':

امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م۲۵۶ھ) نے کہا:

''قال ابن أبي الأسود: حدثنا أبو داود، قال: حدثنا أبو عامر، عن الحسن، قال: كنا ندخل على عثمان بن أبي العاص، وقد أخلى بيتا للحديث''۔(التاریخ الکبیر للبخاری: ج۶: ص۲۱۲)

سند کی تحقیق:

اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، لہذا سند حسن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ، محدث شعیب الارنؤوط ؒ (م۱۴۳۶ھ) نے کہا:

''وسماع الحسن البصري من عثمان مختلف فيه، فقال المزي: قيل: لم يسمع منه، هكذا أورده بصيغة التمريض، وجزم الحافظ في "التهذيب" بعدم سماعه منه، ولكن يعكر عليه ما أورده البخاري في

"التاريخ الكبير" عن الحسن قوله: كنا ندخل على عثمان بن أبي العاص، وهذا يثبت سماعه منه''۔(مسند الامام احمد: ج۲۶: ص۲۰۷)،

دلیل نمبر''۲'':

امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ) نے کہا:

''حدثنا عبد الصمد قال حدثنا حزم قال سمعت الحسن وحدث بحديث فقال له عبد الله بن بريدة من أخبرك بهذا يا أبا سعيد قال بنت عثمان بن أبي العاص قال ثقة والله''۔(کتاب علل الامام احمد بروایت عبداللہ: رقم ۲۴۷۷)

سند کی تحقیق:

اس سند کے بھی تمام روات ثقہ ہیں، لہذا سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر''۳'':

امام، حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) نے کہا:

''حدثنا يزيد بن هارون, قال: أخبرنا حميد الطويل, قال: ذكر عند الحسن أن صيام عرفة يعدل صيام سنة, فقال الحسن: ما أعلم ليوم فضلا على يوم, ولا لليلة على ليلة, إلا ليلة القدر فإنها خير من ألف شهر, ولقد رأيت عثمان بن أبي العاص صام يوم عرفة, يرش عليه الماء من إداوة معه, يتبرد به''۔(کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ: رقم ۹۸۱۵، ت عوامۃ)،

سند کی تحقیق:

اس سند کے بھی تمام روات ثقہ ہیں، لہذا سند صحیح ہے اور حمید الطویلؒ (م۱۴۲ھ) کی ''عنعنہ'' کے لئے دیکھئے معجم المدلسین للشیخ محمد بن طلعت: ص۱۷۲۔

نیز اور روایات ہیں، جن میں امام الحسن البصریؒ (م۱۱۰ھ) نے عثمان بن ابی العاصؓ (م قبل ۶۰ھ) سے روایت کرنے میں سماع کی تصریح کر دی ہے، لہذا راجح یہی ہے کہ امام الحسن البصریؒ (م۱۱۰ھ) نے عثمان بن ابی العاصؓ (م قبل ۶۰ھ) سے روایات کو سنا ہے۔ واللہ اعلم

القول الحسن

فی روایۃ ھشام بن حسان

عن الحسن۔

امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کے تلامذہ میں ایک خاص مقام، حافظ ہشام بن حسانؒ (م ۱۴۸ھ) کا ہے، مگر بعض نے ہشام بن حسان عن الحسن کی سند کو متکلم فیہ و کمزور قرار دیا ہے، لیکن یہ بات غیر صحیح و مرجوح ہے۔ اور راجح یہی ہے کہ امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کے روایت میں، حافظ ہشام بن حسانؒ (م ۱۴۸ھ) ثقہ، بلکہ ثبت، مکثر اور صاحب الحسن وأعلم النَّاس بِحَدِیث الْحسن ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہیں:

- ثقہ، حافظ اسماعیل بن علیہؒ (م ۱۹۳ھ) نے ''ہشام بن حسان عن الحسن'' سے ''۲'' احادیث نقل کی ہے۔[۱]
- امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) اور
- امام عبد الرحمٰن بن مہدیؒ (م ۱۹۸ھ)، یہ دونوں حضرات، ''ہشام بن حسان عن الحسن'' کی سند سے احادیث بیان کرتے تھے۔ (**الکامل لابن عدی: ج۸: ص۴۱۶**)،
- امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) نے کہا: ''**کان ھشام أعلم الناس بحدیث الحسن**''۔ (**تہذیب الکمال: ج۳۰: ص۸۵**)

نوٹ:

---

(۱) حافظ اسماعیل بن علیہؒ (م ۱۹۳ھ) کا ایک اور قول ہے کہ ''**کنا لا نعد ھشام ابن حسان في الحسن شیئا**''۔ (**الجرح والتعدیل: ج۹: ص۵۶**)، مگر یہ دونوں قول آپسی تصادم کی وجہ سے مقبول نہیں ہے، نیز ''**کنا لا نعد ھشام ابن حسان في الحسن شیئا**'' والا قول جرح غیر مفسر ہونے کی وجہ سے، بدرجہ اولی مقبول نہیں۔ واللہ اعلم

حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) کے اسی قول کو راجح قرار دیتے ہوئے کہا: ''فهذا أصح''۔ (سیر: ج ۶: ص ۳۵۷)،

* حافظ عثمان بن سعید الدارمیؒ (م ۲۸۱ھ) نے کہا:

''قلت ليحيى: يونس أحب إليك في الحسن أو حميد؟ قال: كلاهما۔

قال الدارمي: يونس عندي أكبر بكثير، قال قلت: فحميد أحب إليك فيه أو حبيب بن الشهيد؟ فقال: كلاهما، قال عثمان: بن حبيب أحب إلينا۔

قلت له: كيف حديث جرير بن حازم؟ فقال: ثقة، قلت: الربيع بن صبيح أحب إليك أو المبارك؟ فقال: ما أقربهما. قال عثمان: المبارك عندي فوقه فيما سمع من الحسن إلا أنه ربما دلس۔

قلت: هشام أحب إليك أو جرير؟ فقال هشام أحب إلي فيه''۔ (التراجم الساقطة من كتاب إكمال تهذيب الكمال لمغلطاي: ص ۵۳)،

- اس میں تصریح ہے کہ امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کے نزدیک، الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی روایات میں امام ہشام بن حسان البصریؒ (م ۱۴۸ھ)، ثقہ، حافظ جریر بن حازمؒ (م ۱۷۰ھ) سے بہتر ہیں۔

- حافظ علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) نے کہا:

''قال علي: أصحاب الحسن حفص المنقري ثم قتادة، وحفص فوقه ثم قتادة بعده، ويونس وزياد الأعلم.

قال علي: وكان حفص في الحسن مثل ابن جريج في عطاء، وكان قيس بن سعد في عطاء مثل زياد الأعلم في الحسن، وبعد هؤلاء أشعث بن عبد الملك، ويزيد بن إبراهيم وقرة طبقة ما أقربهما،

وأبو الأشهب وجرير بن حازم طبقة

وأبو حرة وهشام بن حسان في الحسن طبقة،

وسلام بن مسكين والسري بن يحي طبقة،

ابو هلال فوق مبارك ومبارك أحب إلي من الربيع۔

قال علي: قال بعضهم: كتب هشام بن حسان أخذها من حوشب، وأحاديث عطاء في المناسك عن قيس بن سعد۔[۱]

قال علي: وهو عندي في ابن سيرين ثبت كان أصحابنا لا يختلفون فيه في ابن سيرين۔

وإسماعيل بن علية يروي عنه - يعني عن هشام - عن الحسن حديثين''۔(المعرفۃ والتاریخ للفسوی: ج۲:ص ۵۳-۵۴)

یعنی حافظ علی بن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کے نزدیک، حافظ ہشامؒ (م ۱۴۸ھ) اصحاب الحسن کے تیسرے طبقہ سے ہے۔ واللہ اعلم

- امام، حافظ، ناقد، امام عمرو بن علی الفلاسؒ (م ۲۴۸ھ) نے کہا: ''أصحاب الحسن حفص بن سليمان المنقري وهو من أثبت الناس فيه، وقتادة، ويونس بن عبيد وقد حدث عنه بالبلاغات، وسمعت يحيى يقول: ما رأيت في أصحاب الحسن أثبت من الأشعث۔ قال أبو حفص: هو من أحسنهم عنه حديثا، وقد روى عنه هشام فأكثر، هو مثل هؤلاء''۔(اکمال تہذیب الکمال: ص ۵۴)،

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے کہا: ''مبارك، وهشام جالسا الحسن جميعًا عشر سنين''۔(علل الامام احمد بروایت عبداللہ: رقم ۱۴۸۰)،

- امام ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے کہا: ''سمع الحسن، وعطاء''۔(التاریخ الکبیر للبخاری: ج۸:ص ۱۹۷)،

نیز اپنی صحیح میں ''هشام، عن الحسن'' کی سند سے احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔(دیکھئے صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۵۱۷)،

---

(۱) اگر بعض الناس کا قول مان بھی لیا جائے، تو زیادہ سے زیادہ سے ثابت ہوگا کہ الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی روایت کو حافظ ہشامؒ (م ۱۴۸ھ) نے حوشب سے لیا ہے اور پھر ان سے تدلیس کرتے ہوئے، الحسن البصریؒ سے ''عنعنہ'' کیا، مگر حوشب بن مسلم الثقفی، کبار اصحاب الحسن میں سے ہیں اور صدوق ہیں۔(تقریب: رقم ۱۵۹۳، تہذیب الکمال: ج۷:ص ۴۶۴)، لہذا یہ ثقہ سے تدلیس ہوئی، جو کہ صحتِ حدیث کے منافی نہیں ہے۔ لہذا اس قول سے ''ہشام عن الحسن'' کی سند کے عدم صحت پر استدلال کمزور ہے۔ واللہ اعلم

- امام ابوالحسین، مسلم بن الحجاجؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''سمع الحسن و عكرمة''۔ (الکنی والاسماء لابی الحسین مسلم: ج ۱: ص ۴۷۸)،

* نیز امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) نے اپنی صحیح میں ''هشام، عن الحسن'' کی احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۶۴۸، وغیرہ)،

- حافظ ابوزرعۃ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) نے کہا: ''يونس أحب إلي في الحسن من قتادة لأن يونس من أصحاب الحسن، وقتادة ليس من أقران يونس، ويونس أحب إلي من هشام بن حسان''۔ (الجرح والتعدیل: ج ۹: ص ۲۴۲)،

یعنی الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی روایات میں، حافظ ابوزرعۃ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کے نزدیک، حافظ ہشامؒ (م ۱۴۸ھ) کا ایک مقام ہیں۔ واللہ اعلم۔

- امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) نے کہا: ''الثبت في الحسن: قتادة، وأيوب، وعمرو بن دينار، وهشام بن حسان، والمبارك بن فضالة''۔ (التراجم الساقطة من كتاب إكمال تهذيب الكمال لمغلطاي: ص ۵۳)،

- حافظ ابونصر البخاری الکلاباذیؒ (م ۳۹۸ھ) نے کہا: ''سمع الْحسن وَمُحَمّد بن سِيرِين''۔ (الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد: ج ۲: ص ۷۷۱)

- حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا: ''هشام بن حسان، أكثر كلامه ما أسنده عن أستاذه الحسن بن أبي الحسن، لزمه عشر سنين''۔ (حلیۃ الاولیاء: ج ۶: ص ۲۶۹)

- حافظ ابن القیسرانیؒ (م ۵۰۷ھ) نے کہا: ''سمع ابن سيرين والحسن البصري''۔ (الجمع بین رجال الصحیحین: ج ۲: ص ۵۴۷)،

- حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''وفيها هشام بن حسان الأزدي القردوسي الحافظ محدث البصرة وصاحب الحسن وابن سيرين''۔ (العبر للذہبی: ج ۱: ص ۱۶۰)،

* نیز امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) کو قول: ''كان هشام أعلم الناس بحديث الحسن''، کو راجح قرار دیتے ہوئے کہا: ''فهذا أصح''۔ (سیر: ج ۶: ص ۳۵۷)،

یعنی حافظ الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کے نزدیک، ہشام بن حسانؒ (م ۱۴۸ھ)، ''أعلم الناس بحديث الحسن'' ہیں۔ واللہ اعلم

- حافظ صلاح الدین الصفدیؒ (م ۷۶۴ھ) نے کہا: ''كان أعلم الناس بحديث الحسن وله أوهام لا تخرجه عن الاحتجاج به''۔ (الوافی بالوفیات: ج ۲۷: ص ۲۰۳)
- حافظ ابن کثیر الدمشقیؒ (م ۷۷۴ھ) نے کہا: ''وهشام بن حسان صاحب الحسن البصري''۔ (البدایۃ والنہایۃ: ج ۱۳: ص ۴۰۸، طبع دار ہجر)،
- محدث صفی الدین الخزرجیؒ (م بعد ۹۲۳ھ) نے عباد بن منصورؒ (م ۱۵۲ھ) کے قول ''ما رأيته عند الحسن قط'' کے جواب میں کہا: ''قلت حديثه عنه في (خ م)''۔ (خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ص ۴۰۹)
- حافظ ابن عماد الحنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) نے کہا: ''وفيها هشام بن حسّان الأزديّ القردوسيّ الحافظ، محدّث البصرة، وصاحب الحسن، وابن سيرين''۔ (شذرات الذہب: ج ۲: ص ۲۱۴)،
- الدکتور حاتم بن عارف العونی حفظہ اللہ نے کہا: ''وصحح احاديث هشام بن حسان عن الحسن: الامام البخاری و مسلم و الترمذی و ابن خزيمة و ابن حبان و الحاكم۔۔۔۔۔وهذا هو القول الفصل فی المسئلة: ان هشام بن حسان ليس فقط سمع من الحسن، بل من اخص تلامذة الحسن و اوثقهم فيه، للزومه اياه عشر سنين''۔ (المرسل الخفی وعلاقتہ بالتدلیس: ص ۵۵۹-۵۶۰)،

خلاصہ:

ان تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ امام ہشام بن حسانؒ (م ۱۴۸ھ)،

- صاحب الحسن ہیں۔
- ''۱۰'' سال امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی خدمت میں رہے اور ان سے احادیث سنی ہیں۔
- امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی روایات میں مکثر ہیں۔
- امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کے ''اخص الاصحاب'' میں ان کا شمار ہوتا ہے۔
- امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی احادیث کے سلسلے میں اعلم ہیں۔

- امام ہشام بن حسانؒ (م ۱۴۸ھ)، امام الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کی روایات میں ثبت ہیں۔
- ''ہشام بن حسان عن الحسن'' کی احادیث کو امام البخاریؒ (م ۲۵۶ھ)، امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) نے اپنی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ نیز ائمہ کی ایک جماعت بھی ''ہشام بن حسان عن الحسن'' کی احادیث کو صحیح سمجھتی ہیں۔ واللہ اعلم

لہذا ان تمام وجوہات کی وجہ سے، ''ہشام بن حسان عن الحسن'' کی سند مقبول ہیں۔

نوٹ:

الدکتور عواد الخلف حفظہ اللہ تعالی نے کہا: ''**فقد ذهب الى تصحيح رواية هشام عن الحسن عدد من الائمة: كالبخاري و مسلم و الترمذي و ابن خزيمة و ابن حبان و غيرهم۔**

اضف الى ذلك ان هشاما من أخص الناس بالحسن فقد لازمه عشر سنين: قال الامام احمد: جالس الحسن عشر سنين۔

و كذا قال أبو نعيم الأصبهاني نحو ما ذكره الامام أحمد و لا يضر انكار من انكر سماعه، فقد صرح هو بالسماع من الحسن في غير ما حديث و أثبت له العلماء ذلك و المثبت مقدم على النافي، ثم كونه من الملازمين للحسن البصري يجعل عنعنته عن الحسن مقبولة و ان كان هشام مدلسا، كما في روايته عن ابن سيرين، و هذا المذهب أعني احتمال عنعنة المدلس عمن اكثر عنه و لازمه هو منهج ائمة الحديث: كالحميدي و البخاري و مسلم و غيرهم''۔ (**روایات المدلسین فی صحیح البخاری: ص ۵۵۴**)

لہذا ہشام بن حسانؒ (م ۱۴۸ھ) کی ''عنعنہ''، خاص طور سے الحسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ)، محمد بن سیرینؒ (م ۱۱۰ھ) وغیرہ کے سلسلے میں مقبول ہیں۔ واللہ اعلم

القول البر

فی تحقق سماع مکحول الشامی

من مالک بن یخامر۔

مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) کا سماع، مالک بن یخامر السکسکیؒ (م ۷۰ھ) سے ثابت ہے۔

(۱) چنانچہ حافظ الشام، امام ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) نے محمد بن راشد الخزاعی الشامی الدمشقیؒ (م بعد ۱۶۰ھ) کے قول ''ما أدرك مكحول من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وعليهم أحدا'' کے جواب میں کہا:

''وهذا ليس بصحيح فقد أدرك من ذكرنا قبل''۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۶۰: ص ۲۱۰)،

اور امام مکحول کے ترجمہ کے ابتداء میں، خود حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) نے کہا:

''روى عن أنس بن مالك وواثلة بن الأسقع وأبي أمامة وأبي سعد عامر بن مسعود الزرقي وعبد الرحمن بن غنم الأشعري الصحابي وأم أيمن وأم الدرداء وجنادة بن أبي أمية وعمرو بن نعيم العبسي وجبير بن نفير وقبيصة بن ذؤيب وسعيد بن المسيب وأبي سلمة بن عبد الرحمن وقزعة بن يحيى وعبد الله بن محيريز وكثير بن مرة الحضرمي وخالد بن اللجلاج وعنبسة بن أبي سفيان وزياد بن جارية وأبي سلام الأسود وأبي مسلم الخولاني وأبي إدريس الخولاني والحارث بن معاوية وأبي جندل ابن سهيل ومالك بن يخامر وعروة بن الزبير وخالد بن معدان وأبي رهم السماعي ووقاص بن ربيعة وعمرو بن شعيب وعراك بن مالك وكريب مولى ابن عباس''۔ (تاریخ دمشق: ج ۶۰: ص ۱۹۸)،

یعنی یہاں ''روی عن''، ''سمع من'' کے معنی میں ہے، لہذا ثابت ہوا کہ حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ (م ۵۷۱ھ) کے نزدیک، مکحول کا سماع، مالک بن یخامر سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

(۲) یہی وجہ ہے کہ حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسیؒ (م ۶۰۰ھ) نے کہا:

سمع: أنس بن مالك وأبا هند الداري وواثلة بن الأسقع وأبا أمامة وعبد الرحمن بن غنم وأبا جندل بن سهيل ومالك بن يخامر۔ (الکمال فی تہذیب الکمال: ج۹: ص۱۵)۔

(۳) اسی طرح، حافظ جمال الدین المزیؒ (م ۷۴۲ھ) نے بھی کہا:

روى عن: النبي صلى الله عليه وسلم (د) مرسلا، وعن أبي بن كعب (ق) ولم يدركه، وعن أنس بن مالك (دق)، وثوبان (س)، مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم - يقال مرسل، وجبير بن نفير الحضرمي (عخ د ت ق)، وجنادة بن أبي أمية، والحارث بن الحارث الأشعري، وخالد بن اللجلاج، وزياد بن جارية التميمي (د ق)، وسعيد بن المسيب، وسليمان بن يسار (م س)، وشرحبيل بن السمط (م س)، وأبي أمامة صدي بن عجلان الباهلي (ق)، والضحاك بن عبد الرحمن بن عرزب (قد)، وطاووس بن كيسان (س)، وأبي سعد عامر بن مسعود الزرقي، وعبادة بن الصامت (د) مرسل، وعبد الله بن محيريز الجمحي (م)، وعبد الرحمن بن سلامة، وعبد الرحمن بن غنم الأشعري (د)، وعبد الرحمن بن محيريز الجمحي ()، وعراك بن مالك (دس)، وعروة بن الزبير، وعكرمة مولى ابن عباس، وعمرو ابن شعيب وهو أصغر منه، وعنبسة بن أبي سفيان (د س ق)، وغضيف بن الحارث (د ق)، وقبيصة بن ذؤيب، وقزعة بن يحيى، وكثيرة بن مرة الحضرمي (د س ق)، وكريب (ت ق)، مولى ابن عباس، ومالك بن يخامر السكسكي (د)، ومحمود بن الربيع (ر د ت)، ومسروق بن الأجدع (س)، ونافع بن محمود بن الربيع (ر د)، وأبي طلحة نعيم بن زياد الأنماري، وواثلة بن الأسقع (بخ ت ق)، ووراد كاتب المغيرة بن شعبة، ووقاص بن ربيعة (بخ د)، ويزيد بن عبد الله (ق)، وأبي إدريس الخولاني، وأبي أسماء الرحبي (د)، وأبي ثعلبة الخشني (م ت) - يقال: مرسل، وأبي جندل بن سهيل، وأبي رهم السماعي، وأبي سلمة ابن عبد الرحمن بن عوف، وأبي سلام الأسود (ت س ق)، وأبي الشمال بن ضباب (ت)، وأبي عائشة القرشي (د) - جليس لأبي هريرة - وأبي مرة الطائفي (س). وأبي مسلم الخولاني، وأبي هريرة (د ت)، يقال: - مرسل - وأبي هند الداري وله صحبة، وعائشة أم المؤمنين (ق)، يقال: مرسل - وأم أيمن كذلك. وأم الدرداء الصغرى (ت)۔ (تہذیب الکمال: ج۲۸: ص۴۶۵-۴۶۶)۔

غور فرمائیں! حافظؒ نے شیوخ مکحول میں مالک بن یخامرؒ (م ۷۰ھ) کو شمار کیا اور کوئی تعقب نہیں کیا۔ یعنی حافظ جمال الدین المزیؒ (م ۷۴۲ھ) کے نزدیک بھی مکحول کا سماع، مالک بن یخامرؒ سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

(۴) حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ''مکحول عن مالک بن یخامر'' کی سند سے اپنی صحیح میں روایت کی تخریج کی ہے۔ (**صحیح ابن حبان: ج ۱۲: ص ۴۸۱، حدیث نمبر ۵۶۶۵، ت الانؤوط**)،

اور صحیح ابن حبان میں حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) کی شرط ہے کہ وہ متصل روایات ہی بیان کرتے ہیں۔ (**صحیح ابن حبان: ج ۱: ص ۱۵۲-۱۵۳**)،

لہذا حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) کے یہاں بھی مکحولؒ کا سماع، مالک بن یخامرؒ سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

(۵) شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) کے نزدیک بھی مکحولؒ نے ابن یخامرؒ سے سنا ہے۔

(۶) چنانچہ ابو عمر، اسامہ بن عطایا بن عثمان العتیبی حفظہ اللہ نے کہا:

وقال الشیخ الالبانی:

قال الذهبی: مکحول لم یلق مالک ابن یخامر۔

قلت: ولو لا ذلک لکان الاسناد حسناً فان رجاله موثقون، ثم نقل کلام الهیثمی السابق۔

وقال الشیخ الالبانی رحم الله علیه فی صحیح موارد الظمآن: حسن۔

ومن منهج الشیخ فی صحیح موارد الظمآن التفریق بین الحسن لذاته والحسن لغیره فهو یعنی بالحسن هنا: الحسن لذاته۔

وهذا یخالف ما ذکره فی الصحیحه حیث أعله بالانقطاع بین مکحول وابن یخامر فربما تراجع الشیخ عن ذلک الاعلال، والله اعلم۔

واذا علمت ان الأظهر هو سماع مکحول من مالک بن یخامر فالقول بتحسینه متجه وقوی، بل صححه بن حبان وهو ما ظهر لی، والله اعلم۔ (**ارواء الظمآن بما ورد فی لیلة النصف من شعبان: ص ۶۳-۶۴**)،

(۶) الدکتور عبد الالہ بن حسین العرفج حفظہ اللہ نے کہا:

''الا ان الذهبی قال: عن روایة مکحول عن کبار التابعین: روی طائفة من قدماء التابعین، ما أحسبه

لقيهم، كابى مسلم الخولانى و مسروق و مالک بن يخامر۔

لكن الحافظين المزى و ابن حجر ذكرا أن مكحولاً روى عن مالک بن يخامر، ولم يشككا فى اللقيا بينهما، فلا انقطاع بين مكحول و مالک بن يخامر، خصوصاً أن اللقيا بينهما ممكنة، فقد توفى مالک بن يخامر سنة ۷۰ أو ۷۲ھ۔

أما مكحول فلم أعثر فى التراجم على تاريخ ولادته، ولكنه توفى سنة ۱۱۲ھ أى بعد مالک بن يخامر بأربعين سنة تقريباً، ولم نذكر مصادر ترجمته أنه مات شاباً، بل ذكرت أنه أفتى و درس، و صار من أعلام الشام، حتى قيل فيه: لم يكن فى زمن من مكحول أبصر من بالفتيا، الامر الذى يقوى ادراكه مالكاً۔

ثم ان مكحولاً روى احاديث عن مالک، مصرحاً بالتحديث عنه، منها ما رواه ابو عمرو الدانى بسنده الى مكحول أنه قال: حدثنى مالک بن يخامر عن معاذ بن جبل رضى الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: عمران بيت المقدس خراب يثرب، وفى رواية: عمران بيت المقدس خراب يثرب، و خراب يثرب خروج الملحمة، و خروج الملحمة فتح القسطنطينية، و فتح القسطنطينية خروج الدجال۔۔۔۔۔

فالاحتجاج بهذا الحديث وحده على فضل ليلة النصف من شعبان و على تجلى الله عز و جل على خلقه فيها و عموم مغفرته لهم الا للمشركين و المشاحنين، احتجاج مقبول من الناحية الحديثية فالحديث حسن لذاته''۔(لیلۃ النصف من شعبان:۲۶-۲۸)،

نیز روایات میں بھی، مکحولؒ (م ۱۱۹ھ) نے مالک بن یخامرؒ (م ۷۰ھ) سے سماع کی تصریح کردی ہے۔

روایت نمبر''۱'':

چنانچہ شیخ الاسلام، امام، حافظ ابوعمرو الدانیؒ (م ۴۴۴ھ) نے کہا:

حدثنا أبو عبد الله أحمد بن عمر بن محمد بن عمر بن محفوظ القاضي قراءة عليه في الجامع بمصر و أنا أسمع, قال: حدثنا أبو علي أحمد بن محمد بن فضالة الحمصي قال: حدثنا عمران بن بكار بن راشد المؤذن قال: حدثنا حيوة بن شريح قال: سمعت أبي يحدث عن ابن ثوبان, عن أبيه أنه سمع مكحولا يقول: حدثني مالك بن يخامر, عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عمران بيت المقدس خراب

یشرب ۔(السنن الواردۃ فی الفتن للدانی: ج ۴: ص ۸۹۰، حدیث نمبر ۴۵۹)،

سند کی تحقیق:

(۱)　عثمان بن سعید، ابوعمرو الدانیؒ (م ۴۴۴ھ) مشہور حافظ الحدیث، ضابط، محدث، شیخ الاسلام ہیں ۔(تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۶۵۹، سیر: ج ۱۸: ص ۷۷، تذکرۃ الحفاظ: ج ۳: ص ۲۱۱)،

(۲)　احمد بن عمر بن محمد بن محفوظ، ابوعبداللہ المصری الحیزیؒ (م ۴۰۰ھ) صدوق، امام ہیں۔

حافظ شمس الدین الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''القاضي، الإمام، المقرئ الأوحد''۔(سیر: ج ۱۷: ص ۱۱۰)،

حافظ ابوعمرو الدانیؒ (م ۴۴۴ھ) نے بھی کہا: ''کتبنا عنه شیئا کثیرا من القراءات والحدیث''۔(تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۷۹۳)، لہذا وہ کم از کم صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(۳)　احمد بن محمد بن فضالۃ، ابوعلی الحمصی الصفار المعروف بالسوسیؒ (م ۳۳۹ھ) ثقہ، حجت، محدث ہیں۔(سیر: ج ۱۵: ص ۴۰۴، تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۷۲۴)،

(۴)　عمران بن بکار بن راشد الکلاعی، ابو موسی البراد الحمصی المؤذنؒ (م ۲۷۱ھ) سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۵۱۴۶)،

(۵)　حیوۃ بن شریح بن یزید الحضرمی الحمصیؒ (م ۲۲۴ھ) صحیح بخاری وسنن ثلاثۃ ماخلا النسائی کے راوی ثقہ، حافظ ہیں۔(تقریب: رقم ۱۶۰۱، الکاشف: رقم ۱۲۹۲)،

(۶)　ان کے والد، شریح بن یزید الحضرمی الحمصیؒ (م ۲۰۳ھ) سنن ابی داود وسنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۲۷۸۰)،

(۷)　عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبانؒ (م ۱۶۵ھ)،

(۸)　ان کے والدِ گرامی، ثابت بن ثوبانؒ،

(۹)　مکحول الشامیؒ (م ۱۱۹ھ) اور

(۱۰)　مالک بن یخامرؒ (م ۷۰ھ) کا تعارف گزر چکا۔(دیکھئے، ص ۱۷)،

(۱۱)　معاذ بن جبلؓ (م ۱۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۷۲۵)

حکم:

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے، واللہ اعلم۔

لہذا مکحول کا سماع، مالک بن یخامر سے ثابت ہے۔

روایت نمبر "۲":

نیز ایک اور روایت میں بھی مکحولؒ (م ۱۱۹ھ) نے مالک بن یخامرؒ (م ۷۰ھ) سے سماع کی تصریح کر دی ہے، چنانچہ یہی شیخ الاسلام، امام، حافظ ابو عمرو الدانیؒ (م ۴۴۴ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن عمر بن محمد الجيزي قال حدثنا أحمد بن محمد بن فضالة قال حدثنا عمران بن بكار قال حدثنا حيوة قال سمعت أبي يحدث عن ابن ثوبان عن أبيه أنه سمع مكحولا يقول حدثني مالك بن يخامر عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عمران بيت المقدس خراب يثرب وخراب يثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطينية وفتح القسطنطينية خروج الدجال قال ثم ضرب النبي صلى الله عليه وسلم على فخذ معاذ أو منكبه وقال إن ذلك لحق كما أنك ها هنا أو كما أنت قاعد۔ (السنن الواردة فی الفتن للدانی: ج ۴: ص ۹۳۰، حدیث نمبر ۴۸۹)،

سند کی تحقیق:

اس سند کے رواۃ بھی وہی ہیں، جو ما قبل روایت کے ہیں۔ یعنی اس روایت کے بھی تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

لہذا یہ دونوں روایتیں اس سلسلے میں صریح ہے کہ مکحولؒ (م ۱۱۹ھ) نے مالک بن یخامرؒ (م ۷۰ھ) سے سنا ہے۔ واللہ اعلم

ایک اور دلیل:

مکحول الدمشقیؒ (م ۱۱۹ھ) کے شیوخ میں مختلف فی صحبتہ راوی، شرحبیل بن السمطؓ (م ۴۰ھ) ہیں۔ (سیر: ج ۵: ص ۱۵۶، الوافی بالوفیات: ج ۱۶: ص ۷۵، التاریخ الکبیر للبخاری: ج ۴: ص ۲۴۸)،

ایک قول میں ان کی وفات (۶۳ھ) ہوئی ہے۔(اکمال تہذیب الکمال: ج۶: ص۲۳۰)،

خیر جب-علی الاقل-(۶۳ھ) وفات پانے والے راوی سے ان کا سماع ثابت ہے، تو (۷۰ھ) میں وفات پانے والے مالک بن یخامرؒ سے ان کا سماع کیوں کر نہیں ہوسکتا۔ خاص طور سے جب کہ وہ اور مالک بن یخامرؒ

- دونوں ہی شام کے ہی باشندے تھے۔
- علماء نے صراحت کی ہے کہ انہوں نے ان سے سماع کیا ہے، کما مر۔
- روایات میں بھی مکحول نے مالک سے سماع کی تصریح کردی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

اسی طرح، إمام حافظ في زمانه، معروف بالتقدم في العلم و المعرفة على أصحابه-أی اصحاب الشام-، عالم بحديث الشام الصحيح منه و الضعيف، محدث حمص، ثقہ، حافظ محمد بن عوف بن سفیان الطائیؒ (م۲۷۳ھ) نے کہا:

''سمع من أبي أمامة و أنس و من مرة بن كعب البَهْزِي''۔(التکمیل لابن کثیر: ج۱: ص۱۷۲)،

یعنی مکحولؒ (م۱۱۹ھ) نے مرۃ بن کعب البھزیؓ (م۵۹ھ) سے سماع کیا ہے۔

لہذا جب ان سے سماع ممکن ہے، تو مالک بن یخامرؒ (م۷۰ھ) سے کیوں نہیں۔

خلاصہ:

الغرض ائمہ کے ارشادات، روایات اور معاصرت اس پر دال ہے کہ مکحولؒ (م۱۱۰ھ) نے مالک بن یخامرؒ (م۷۰ھ) سے روایات کو سنا ہے۔ واللہ اعلم

یاداشت

AL IJMA FOUNDATION YOUTUBE CHANNEL :

https://www.youtube.com/alijmaorg

YouTube SUBSCRIBE :

https://www.youtube.com/c/alijmaorg?sub_confirmation=1Alijma

WEBSITE : www.alijma.com

AL IJMA TWITTER : @alijmaofficial

FACEBOOK : https://m.facebook.com/alijmaOfficial/

AL IJMA EMAIL : Info@alijma.com

WHATSAPP : +91 8097867973

AL IJMA CONTACT : +91 9987925955

FOR MORE YouTube VIDEOS VISIT:

https://www.youtube.com/alijmaorg

E-mail : khan810619@gmail.com

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن